مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ عبداللہ الزائد

مرکز علم دارالعلوم حقانیہ میں

مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر باربار شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کو والدی الکریم کہہ کر پکارتے رہے باربار پیشانی کو چومنے کی سعی کرتے رہے۔

۲۹ نومبر ۱۹۸۱ اتوار کا دن دارالعلوم حقانیہ کے لیے مسرتوں کا دن تھا۔ کہ اس دن مرکز اسلام مدینہ طیبہ کے ممتاز تعلیمی ادارہ جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کے سربراہ اور برگزیدہ شخصیت شیخ عبداللہ الزائد حفظ اللہ نے دارالعلوم کو اپنے قدوم میمنت سے نوازا۔ کئی دن سے شیخ الجامعہ کی آمد آمد کا غلغلہ تھا اور تمام اساتذہ وطلبہ چشم براہ تھے۔ شیخ الجامعہ کی آمد سے قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے ایک خصوصی اجتماع میں طلبہ کو مدینہ طیبہ کے ضیف مکرم کی آمد کا مژدہ سنایا تھا۔ اور یہ کہ علم و عمل ہر لحاظ سے قابل احترام مہمان کے لیے دیدہ ودل فرش راہ کیے جائیں۔ معزز مہمان کی آمد کا وقت ایک بجے دوپہر طے شدہ تھا۔ مگر زہے نصیب کہ شیخ موصوف پروگرام سے دوڈھائی گھنٹے قبل اچانک دارالعلوم پہنچ گئے ابھی استقبال کی تیاری جاری تھی اور طلباء اسباق میں مصروف تھے۔ تاہم مہمانوں کی آمد پر طلباء نے حضرت شیخ الحدیث کی قیادت میں پر جوش خیر مقدم کیا۔ کچھ دیر دفتر اہتمام میں آرام فرما کر استراحت کے لیے احقر کے غریب خانہ پر تشریف لے گئے، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ آرام فرمایا اور دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضرت شیخ الحدیث کی معیت میں جامع مسجد دارالعلوم تشریف لائے مسجد مشتاقین دید سے بھری ہوئی تھی، شیخ مکرم کی اقتداء میں نماز ظہر ادا ہوئی نماز ظہر کے بعد معزز مہمان ترحیبی میں جانے سے قبل دارالعلوم کا معائنہ کرنا تھا، مسجد سے سیدھے دارالعلوم کے ابتدائی شعبہ تعلیم القرآن مڈل سکول جانا ہوا۔ اسی دوران طلبہ دارالعلوم، اساتذہ اور علماء دورویہ قطاروں میں کھڑے ترحیبی نعروں سے مہمان مدینہ کا گرمجوشی سے خیر مقدم کرتے رہے۔ سید اسید مرحبا مرحبا، عاش الجامعة الاسلامية والجامعة الحقانيه، عاش المملكة العربية السعودية، عاش الصالات العلم والدين بنينا وبينكم کے نعروں سے دارالعلوم کے درو دیوار گونج رہے تھے۔

شعبہ تعلیم القرآن میں تقریباً سات سوزیر تعلیم بچوں نے اساتذہ و ہیڈ ماسٹر صاحب کے ساتھ اپنے مخصوص انداز میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ عربی اردو ترانے پڑھنے اور عربی سپانامہ کے بعد عربی میں طلبہ نے مکالمات سنائے، شیخ موصوف معصوم بچوں کے نظم وضبط اور دینی معلومات سے بیحد متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ واپسی میں آپ نے خشوع وخضوع کے ساتھ دعا فرمائی اور شکریہ ادا کیا۔ یہاں سے آپ استقبالیہ قطاروں کے گھیرے میں کتب خانہ دارالعلوم دیکھنے گئے۔ اور کتب خانہ کا کچھ دیر معائنہ کیا، یہاں سے دفتر الحق میں فروکش ہوئے جہاں احقر نے الحق اور موتمر المصنفین کی مطبوعات کا تعارف کرایا، الحق کے کچھ مجلات اور مطبوعات موتمر کے مکمل سیٹ شیخ موصوف اور ان کے رفقاء کو پیش کیے گئے۔

نماز ظہر سے قبل آپ نے دارالعلوم کے دارالحفظ والتجوید کی جدید پرشکوہ عمارت اور زیر تعمیر ہاسٹل کا بھی معائنہ کیا اور بار بار واللہ انہا جہود عظیمۃ جیسے کلمات سے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

دارالتدریس کی درسگاہوں کو سرسری نظر سے دیکھنے کے بعد استقبالیہ تقریب میں جلوہ افروز ہوئے۔ دارالحدیث سے باہر دارالعلوم کے صحن میں پنڈال بنایا گیا تھا اور سٹیج پر چند حضرات کی نشست کا انتظام تھا۔ شیخ نے سٹیج پر قدم رکھا تو ایک بار پھر دارالعلوم کا صحن طلباء اور علماء کے مجمع سے بھرا ہوا تھا۔ تقریب کا آغاز دارالعلوم کے ایک جید قاری صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد احقر نے دارالعلوم کے اساتذہ، طلبہ اور حضرت شیخ الحدیث کی طرف سے عربی میں مبسوط سپاسنامہ پیش کیا، جس میں جامعہ اسلامیہ اور مملکت عربیہ سعودیہ کے اسلام اور علوم اسلام کے لیے لازوال مساعی جمیلہ پر شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ اس کے بعد برصغیر میں انگریزی سامراج کی آمد، دینی علوم کی نشر واشاعت کا نظام درہم برہم ہوجانے اور اہل اخلاص علماء کے مدارس طلبہ کا انتظام کرنے کا ذکر تھا۔ نیز یہ کہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے تعلیمی مرکز دارالعلوم دیوبند کے سلسلہ سند وتلمذ کن اساتذہ ورجال سے چلا ہے۔ اس ضمن میں شاہ ولی اللہ اور ان کے تلامذہ واخلاف سے لے کر حضرت نانوتوی اور اس کے بعد مشاہیر علم وفضل کی قومی دینی وعلمی خدمات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

سپاسنامہ میں علم حدیث کی ترویج واشاعت کے لیے ان حضرات اور ان کے مدارس کے جہود مبارکہ کا بھی ذکر تھا کہ اس سے قبل ہندوستان کی تعلیمی وتدریسی پرواز صرف فقہی کتابوں تک تھی۔ ان اکابر ہی سے حقیقت میں برصغیر کا گوشہ گوشہ حدیث رسول کی اشاعت اور سنت نبوی کے فروغ سے منور ہوا۔ اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس سے لے کر اب تک اس کی ہمہ گیر سرگرمیوں، خدمات، شعبوں کے تعارف، تلامذہ اور فضلاء کے فروغ دین کے لیے مساعی کا تفصیلی ذکر تھا، اور یہ کہ دارالعلوم حقانیہ کو آپ کے مادی تعاون کی نہیں بلکہ علمی وتعلیمی میدانوں میں اشتراک سندات کے معادلۃ اور اس کی علمی حیثیت کے اعتراف کی توقع ہے۔

سپاسنامہ کے جواب میں شیخ عبداللہ الزائد نے نہایت پردرد عالمانہ خطاب فرمایا جس میں [illegible]

کی تائید و تحسین، اہل علم کے باہمی اتحاد، دعوت و تبلیغ اور جہاد افغانستان کے لیے استعداد جیسے اہم مسائل پر روشنی پڑتی تھی۔ تقریر کے اختتام پر معزز مہمان نے دارالعلوم حقانیہ کی علمی خدمات اعتراف کے طور پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ امداد کا بھی اعلان فرمایا اور عربی اساتذہ کی بھی پیش کش فرمائی۔ شیخ مکرم کے وقیع خطاب کے بعد ان کے رفیق سفر (جو وفاق المدارس کی نمائندگی کررہے تھے) جناب ڈاکٹر استاد عبدالرزاق سکندر جامعۃ العلوم نیو ٹاؤن نے تقریر کی۔ اردو میں ترجمانی کی۔ اختتام میں احقر نے شیخ موصوف کا اس گراں قدر امداد پر شکریہ ادا کیا۔ تقریب کے بعد دارالعلوم کے طلبہ کے لیے ایک ہاسٹل کا سنگ بنیاد رکھوانے کا پروگرام تھا۔ دارالحدیث کے دائیں جانب بالائی حصہ پر ایک دارالاقامۃ شاہ اسماعیل شہید کے نام پر منسوب مکمل ہوچکا ہے۔ بائیں جانب سید احمد شہید قدس سرہ کے نام پر دارالاقامہ کی تعمیر زیر غور ہے۔ کچھ عرصہ قبل عالم اسلام کی ممتاز شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے اس عمارت کی پہلی اینٹ اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی۔ مگر تعمیر کا کام تا حال شروع نہیں ہوسکا۔ آج کے معزز مہمان شیخ عبداللہ الزائد نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسی اینٹ کے ساتھ دوسری اینٹ رکھی اور اس طرح عرب و عجم کے اس قرآن السعدین کی شکل میں یہ مبارک بنیاد رکھی گئی۔ شیخ الزائد نے جس امداد کا اعلان فرمایا وہ بھی اسی عمارت کی مد میں خرچ کی جائے گی۔ تقریب تاسیس کے بعد معزز مہمان جامع مسجد دارالعلوم گئے اور نماز عصر کی امامت فرمائی۔

عصر کے بعد معزز مہمان کو طلبہ نے بادیدہ پرنم الوداع کہا اور آپ پشاور تشریف لے گئے۔

شیخ محترم کے ساتھ اس دورہ میں ان کے معزز رفقاء القاری المقرئی عبدالقوی استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، محترم و مکرم مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب فیصل آبادی محترم و مکرم جناب میاں فضل حق صاحب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان اور ہمارے محترم فاضل دوست مولانا عبدالرزاق سکندر کراچی بھی شریک تھے۔ الحمد للہ کہ وسائل کی کمی ہر طرح بے ربطی و ساد کی کے باوجود معزز مہمان نے خوشگوار ثمرات لیے جس کا بعد میں آمدہ اطلاعات سے پتہ چلا کہ وہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سے سب سے بڑھ کر اس دورہ میں متاثر ہوئے۔ حضرت سے تو ان کی وابستگی اور مناسب کا یہ حال ہوا کہ یہاں دوران قیام وہ بار بار حضرت شیخ الحدیث کو والدی الکریم کہہ کر پکارتے رہے اور بار بار پیشانی کو چومنے کی سعی کرتے رہے۔

بہر حال برگزیدہ مہمان کا یہ دورہ دو علمی و دینی اداروں کے مابین گہرے علمی اور ثقافتی روابط کا ذریعہ بنا اور مرکز اسلام سے دارالعلوم حقانیہ کو قوی سے قوی نسبتوں کا شرف حاصل ہوا۔

الشیخ عبداللہ الزائد کی تقریر کا اقتباس

فضیلۃ الشیخ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں کہ اس نے ملاقات کے لیے موقعہ عطا فرمایا، اس مبارک ادارہ دارالعلوم حقانیہ کو دیکھنے کے لیے جو کہ اس شہر میں واقعہ ہے۔

امت اسلامیہ پر ان مدارس کا قیام اور ان کا انتظام چلانے والوں کی عزت افزائی لازم ہے کیونکہ ان مدارس کا قیام مہمات دینیہ کے پیش نظر ہوتا ہے، اس جیسے اداروں میں پاکستانی قوم کی بقا مضمر ہے۔ کیونکہ صحت عقیدہ اور اخلاقی اقدار کی نشوونما اس میں ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے چلانے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہمارے والد مکرم فضیلۃ الشیخ عبدالحق نے اس پاکیزہ مدرسہ جس کی بنیاد انہوں نے دارالعلوم دیوبند (ہند) کے مسلک و نہج پر رکھی۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مدارس اور ان کے معاونین پر برکتیں نازل فرمائے تاکہ یہ مدارس اپنی دعوت اور پیغام کو بحسن وخوبی انجام دیں۔

محترم بھائیو اور دوستو! آپ پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ آپ ایسی سرحد پر واقع ہیں جس کے ارد گرد دشمنان اسلام ہیں جو ہر وقت اس سوچ میں ہیں کہ ہم افغانستان میں اپنے اڈے بنا کر اسلامی ملکوں کو ہضم کرسکیں اور وہ اس وقت مسلمانوں کے بہت بڑے قیمتی حصہ پر قابض ہیں۔ ایک تو ان کے توسیع پسندانہ عزائم کی وجہ سے اور دوسرے خود مسلمانوں کے مابین اختلاف کی خلیج کے باعث یہ نقشہ سامنے آیا ہے ------------- اور آخر میں مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ جامعہ اسلامیہ اور جامعہ حقانیہ کے درمیان ایسا اٹوٹ رابطہ ہے کہ وہ محتاج بیان نہیں۔ اسلام نے اس تعلق کو مضبوط کیا ہے۔ اور ان دونوں کا منہج ودعوت ایک ہے دونوں کا ایک ہی صحیح عقیدہ ہے۔ تو یہ تعلق اقویٰ اور مستحکم ہے اور مجھے اس بات سے بھی خوشی ہے۔ کہ معادلہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوجائے گا، تو یہ جامعہ اسلامیہ کے لیے شرف عظیم ہوگا کہ وہ جامعہ حقانیہ کے فضلاء کو قبول کرے۔ اور مجھے خوشی ہے کہ جامعہ اسلامیہ کی طرف سے جامعہ حقانیہ کو ان خدمات جلیلہ پر پچاس ہزار روپے میاں فضل حق صاحب ادا کریں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بقیہ ص ۳۹

نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے بے مثل طرز بیان کی خوشبو مہک رہی تھی۔

اہل اسلام نے جس عشق و محبت سے ہمہ تن گوش ہو کر انسان کی حقیقت خلافت اور اس کے مقام کے بارہ میں حضرت کے ارشادات کو سنا اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ خوش قسمت تھے وہ تیس فارغ التحصیل علماء کرام جن کی دستار بندی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین صاحب، حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے بنفس نفیس حصہ لیا۔

ان حضرات نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی سربفلک عمارت کے پاس جامع مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ حضرت قاری صاحب موصوف نے دوسرے مدرسہ جامعہ اسلامیہ کی دعوت پر وہاں بھی قدم رنجہ فرمانا منظور کرکے وہاں کے طلباء کو بھی مخصوص نصائح سے سرفراز فرمایا۔ اہل ملک دارالعلوم حقانیہ کے ارباب بست و کشاد اور خاص کر حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم کے شاکر ہیں کہ انہوں نے سارے صوبہ میں درس علوم کے فرض کفایہ کو بوجوہ اتم ادا فرمایا اور حضرت قاری صاحب کو لا کر تمام ملک پر احسان عظیم کیا ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کو اسی طرح خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔